دار الافتاء

مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ
شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ

’الصلوٰۃ خیر من النوم‘ فجر کی کس اذان میں؟

[فجر کی اذان وقت سے پہلے دی جاسکتی ہے؟]

سوال: اذان میں تثــویب یعنی ’الصلوٰۃ خیر من النوم‘ کا فجر کی پہلی اذان میں کہا جانا سنت ہے یا دوسری اذان میں؟ ہفت روزہ ’الاعتصام‘ میں آپ نے اظہار فرمایا کہ کلماتِ تثــویب اذانِ اوّل میں کہے جانے چاہئیں۔ اس پر میں نے اپنے اطمینان کے لئے آپ سے وضاحت چاہی تو آپ نے ’الاعتصام‘ مؤرخہ ۱۴/ اگست ۱۹۹۸ء میں بحوالہ روایات مزید وضاحت کردی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ سنتِ رسولؐ اور پھر تعامل صحابہؓ کا صحیح علم ہوسکے۔ اب ایک پرانا کتابچہ ’اذانِ محمدیؐ‘ مصنفہ مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی (ناشر مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی نمبرا) نظر سے گذرا جس کے صفحہ ۱۵ پر مولانا موصوف رقم طراز ہیں کہ ’’اذانِ سحری میں ’الصلوٰۃ خیر من النوم‘ نہیں کہا جائے گا (کیونکہ وہ اذانِ فجر کے ساتھ مخصوص ہے۔) اور اذانِ فجر میں یہ مقولہ دوبار دہرایا جائے گا۔ گویا دوسری اذانِ صلوٰۃ الفجر میں ہی تثویب کا عمل قرار پایا۔ جیسا کہ ہندوپاک نیز سعودی عرب میں بھی رائج ہے۔ علما کی اس پر تنقید قبل ازیں ہماری شنید میں نہیں آئی۔

اب تحقیق طلب بات یہ ہے کہ اگر سنتِ رسولؐ اور قرونِ اولیٰ کے مطابق تثــویب کا عمل اذانِ اول میں ہی رہا تھا تو پھر متاخرین میں دوسری اذان میں تثــویب کا رواج کیسے پاگیا؟ ان کے پاس اس کے دفاع کی کیا دلیل ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ کئی جگہوں پر ایک اذان صلوٰۃ الفجر ہی کہی جاتی ہے، اس لئے اس میں ہی تثویب کا رواج پاگیا تو پھر بھی یہ نبوی اذان میں اپنی طرف سے اضافہ ٹھہرے گا جسے بے نقاب کرنا علما کا فرض ہے ورنہ عوام اسی کو صحیح سنت سے تعبیر کریں گے۔ اس مسئلے کا حل فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ڈاکٹر عبیدالرحمٰن چوہدری، مصطفیٰ آباد، لاہور)

www.KitaboSunnat.com

(۱) الجواب بعون الوہاب (ازمولانا حافظ عبدالقہار، کراچی منقول از ’صحیفہ اہلحدیث‘ کراچی)

صورتِ مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً الصلاۃ خیر من النوم صبح کی اذان میں حي علی الفلاح کے بعد دو بار مؤذن کو کہنا چاہیے۔ مشروع ومسنون یہی ہے جس کے مفصل دلائل محولہ بالافتویٰ میں بیان ہوچکے ہیں جو کثیر تعداد میں ہیں اور زیادہ صحیح وقوی ہیں۔ البتہ سنن نسائی میں ابوسلیمان کی سند سے ابومحذورہؓ سے مروی ہے:

قال كنت أؤذن لرسول الله ﷺ كنت أقول فی اذان الفجر الأول حي على الفلاح ”الصلاة خير من النوم“ الله اكبر ، الله اكبر ، لا اله الاالله
”فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے اذان دیتا تھا تو میں فجر اوّل کی اذان میں حي على الفلاح کہہ کر الصلاة خير من النوم پھر الله اكبر ، الله اكبر لا إله الا الله کہتا تھا۔“ (ج ۱ ص ۷۵، مطبع رحیمیہ، دہلی)

اس حدیث کو اگرچہ علامہ البانیؒ نے صحیح نسائی میں شمار کیا ہے، جبکہ ابومحذورہؓ کی بیت الحرام کے پاس اذان دینے والی حدیث اور ایک ایک حرف نبی ﷺ کے ابومحذورہؓ والی حدیث جس میں فجر کی اذان میں الصلاة خير من النوم کہنے کا ذکر ہے، ان دونوں کو صحیح نسائی اور صحیح ابوداود میں شمار کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، اور نسائی والی روایت فجر اوّل میں الصلاة خير من النوم کہنے والی سند میں جسے ابوجعفر الفراء سے سفیان ثوری کی روایت سے امام نسائی نے ذکر کیا اور مراد لیا ہے، لیکن حقیقت میں وہ ابوجعفر الفراء نہیں ہے۔ اس طرح یہ مجہول العین کی روایت شمار ہوگی جو کہ ضعیف کہلاتی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی حدیث قال:كان في الأذان الأول بعد الفلاح ، الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من ا لنوم (اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار: ۱/۹۵، والبیہقی فی السنن الکبریٰ: ۱/۴۲۳، والدارقطنی فی سننہ: ۱/۲۴۳) کہ پہلی اذان میں حي على الفلاح کے بعد دو بار الصلاة خير من النوم کہا جاتا تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں فجر اوّل اور اذانِ اوّل کا جو ذکر آیا ہے،

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد فجر کی حقیقی اذان ہے جو نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد دی جاتی ہے، وہ اذان مراد نہیں ہے جو حضرت بلالؓ صبح کی اذان سے چند منٹ پہلے دیا کرتے تھے، اور یہاں اوّل / اُولیٰ کا لفظ اقامت کے مقابلہ میں بولا گیا ہے، چنانچہ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

هذا نص على أن المراد من النداء الأول هو النداء الذى بعد دخول الوقت والنداء الأول هو بالنسبة إلى الإقامة (النووى:۱/۲۵۵)

''اس اذانِ اوّل سے وہی اذان مراد ہے کہ جو نماز کے وقت کے داخل ہونے کے بعد نماز کی طرف بلانے کے لئے دی جاتی ہے اور اسے اقامت کے مقابلے میں اذانِ اوّل کہہ دیا گیا ہے۔''[۱]

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ رقم طراز ہیں:

بالأولى أى عن الاولىٰ وهى متعلقه بسكت يقال سكت عن كذا إذا تركه، والمراد بالأولى الأذان الذى يؤذن به عند دخول الوقت، وهو أول باعتبار الإقامة، و ثان باعتبار الأذان الذي قبل الفجرو جاء ہ' التأنيث إمامن قبل مؤاخاته للإقامة أولأنه أرادالمناداة أو الدعوة التامة، ويحتمل أن يكون صفة لمحذوف والتقدير إذا سكت عن المرة الأولى أو فى المرة الأولى

یعنی ''اولیٰ سے مراد وہ اذان ہے جو نمازِ فجر کا وقت شروع ہونے پر دی جاتی ہے۔ یہ اقامت کے مقابلے میں پہلی اذان اور فجر سے پہلے دی جانے والی اذان کے مقابلے میں دوسری اذان ہے۔ یہاں اولیٰ (صیغہ مؤنث) یا تو اقامت کے مقابلے میں بولا گیا ہے یا مناداۃ یا دعوۃِ تامہ کے مقابلے میں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں محذوف عبارت اس طرح ہو کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ خاموش ہوجائے۔'' (فتح الباری:۲/۱۰۹،۱۱۰)

گویا 'الاولیٰ' سے مراد وہ اذان ہے جو صبح کی نماز کے وقت کے داخل ہونے پر دی جاتی

---

(۱) یہ تاویل اسوقت صحیح ہے جب فجر کی صرف ایک اذان اور اقامت ہو تو واقعتاً ندائے اقامت سے پہلے ندائے اذان ہی پہلی پکار ہے لیکن جب فجر کی دو اذانیں دی جائیں تو پھر تین دفعہ کی پکار میں سے دوسری پکار فجر کی دوسری اذان ہوگی اور پہلی پکار فجر کی پہلی اذان جو صبح کاذب کے وقت دی جاتی ہے۔ جمہور علماء روایات کے اختلاف کے وقت پہلے جمع تطبیق کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ابتدا ہی سے تاویل شروع کردی جائے تو مناسب نہیں ہوتا۔ تاویل معنوی ترجیح کی قسم شمار ہوتی ہے۔ اُصولی طور پر جمع وتطبیق، ترجیح سے مقدم ہے۔ **فتِي فهم عَلَى تدبر**
(محدث)

www.KitaboSunnat.com

ہے[۲]، اس کی دلیل صریح حدیث میں مذکور ہے جسے حافظ ابن حجر نے حدیثِ عائشہؓ سے ذکر کیا اور جسے امام لیث مصریؒ نے روایت کیا ہے:

عن عائشةؓ قالت: صلى رسول الله ﷺ العشاء ثم صلى ثمان ركعات وركعتين جالسا، وركعتين بين ندائين ولم يكن يدعهما۔ وفي رواية الليث: ثم يمهل حتى يؤذن بالأولى من صلاة الصبح فيركع ركعتين (فتح الباری:۳/۴۲،۴۳)

''آپ ﷺ رات کی نماز (تہجد وتراویح) کے بعد دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت پڑھتے تھے (صبح سے پہلے کی سنت)...... دوسری روایت میں ہے کہ پھر کچھ دیر ٹھہرتے یہاں تک کہ مؤذن صبح کی پہلی اذان دیتے تو آپؐ دو رکعت (صبح سے پہلے کی سنت) ادا فرماتے تھے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ِمذکورہ بالا میں الأول، اولی سے مراد صبح کی وہ اذان ہے جو فجر کا وقت شروع ہونے پر دی جاتی ہے نماز کی دعوت دینے کے لئے۔ اس سے مراد ہرگز وہ اذان نہیں ہے جو وقت فجر کے داخل ہونے سے پندرہ بیس منٹ قبل دی جاتی تھی کیونکہ نبی ﷺ فجر کے داخل ہونے سے پہلے کی اذان کے بعد دو رکعت (فجر کی سنت) نہیں پڑھتے تھے اور نہ دائیں کروٹ اس کے بعد لیٹتے تھے، بلکہ یہ دوگانہ اذانِ فجر کے بعد پڑھتے تھے اور اس کے

---

(۲) یہاں حافظ ابن حجرؒ کی عبارت کا مفہوم سمجھنے میں مفتی صحیفہ اہل حدیث کراچی غلطی کھا رہے ہیں کیونکہ یہاں حافظ ابن حجر پہلی اذان کے دو مطلب بیان کر رہے ہیں: (۱) اقامت (تکبیر) کے اعتبار سے اذانِ فجر پہلی اذان ہے۔ (۲) نمازِ فجر کی دو اذانوں میں سے پہلی اذان (اگر فجر کی دو اذانیں کہی جائیں) لیکن یہاں مفتی صحیفہ صرف ایک مفہوم ہی مخصوص کر رہے ہیں جو فہم کا نقص ہے۔ دراصل مفتی صاحب کو اس بارے میں ہمارے ہاں 'اذانِ سحری' کے عوامی لفظ سے التباس پیدا ہوا ہے کہ شاید سحری کے کھانے پینے کے لیے جگانے کی غرض سے بھی کوئی اذان مسنون ہے، حالانکہ فجر کی اگر دو اذانیں کہیں جائیں تو دونوں اذانیں فجر کے لیے ہی ہوتی ہیں پہلی نمازِ فجر کی تیاری کے لیے وقت فجر سے پہلے فجر (صبح) کاذب کے وقت اور دوسری اذان نمازِ فجر کے اعلان کی غرض سے یعنی سنتِ رسولؐ کے مطابق دونوں اذانیں نمازِ فجر سے متعلق ہی ہیں۔ ورنہ سحری کھانے کے لیے اگر اذان کہی بھی جاتی تو اس میں اَلا صلّوا في الرحال کی قسم کے کلمات حي على الصلوٰة وغیرہ کی طرح کہے جاتے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتویٰ مفتی مولانا ابو البرکات مع توثیق حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نشر کردہ ہفت روزہ 'اہل حدیث'، لاہور مجریہ ۴/دسمبر ۱۹۷۰ء (جلد ۱/شمارہ ۴۷) (محدث)

www.KitaboSunnat.com

بعد دائیں کروٹ لیٹا کرتے تھے۔

چنانچہ حدیثِ عائشہؓ میں بالأولی من صلاۃ الفجر اور بلالؓ کی روایت میں ویؤذن لصلاۃ الفجر اور انسؓ والی حدیث میں التثویب في صلاۃ الغداۃ کے الفاظ بڑی زبردست دلیل ہیں کہ اولیٰ سے مراد وہ اذان ہے جو فجر کے وقت کے داخل ہونے پر دی جاتی ہے۔ لفظ 'من' بیانیہ ہے جو اس بات کا مکمل بیان ہے کہ اذانِ اول، مناداۃِ اولیٰ سے مراد صبح کی اذان اور فجر کی اذان ہے۔ اس طرح علامہ شیخ البانیؒ، علامہ صنعانیؒ اور علامہ ابن رسلانؒ کی دلیل مرجوح قرار پاتی ہے کہ الصلاۃ خیر من النوم نمازِ فجر کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے کی اذان میں کہنا چاہیے۔ اس طرح ان حضرات کا یہ قول شاذ سمجھا جائے اور یہ قول کہ اذانِ فجر میں الصلاۃ خیر من النوم کہنا بدعت ہے، اس سے بھی زیادہ شاذ اور عجیب بات ہے۔

یاد رہے کہ اذان کا اطلاق، اقامت وتکبیر کے لئے متعدد احادیث میں ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں:

قال النبیﷺ: بین کل أذانین صلاۃ، ثم قال فی الثالثۃ لمن شاء (متفق علیہ) ''ارشادِ نبویؐ ہے کہ دو اذانوں کے درمیان نماز (نفل) مشروع ومسنون ہے۔ پھر تیسری بار فرمایا کہ یہ مستحب ہے جو چاہے پڑھ لے اور جو نہ پڑھے، کوئی حرج کی بات نہیں۔''

اس طرح حضرت عائشہؓ والی سابقہ حدیث میں ''ورکعتین بین الندائین'' اور دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت (صبح کی سنت) ادا فرماتے تھے، سے مراد متفقہ طور پر دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی قابل ذکر اختلاف موجود نہیں ہے۔

علامہ خطابیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''أراد بالاذانین: الأذان والإ قامۃ حمل أحد الاسمین علی الأخر کقولھم الأسودان: التمر والماء إنما الأسود أحدھما، وکقولھم سیرۃ العمرین، یریدون أبابکرؓ وعمر ویحتمل أن یکون الاسم لکل واحد منھما حقیقۃ، لأن الأذان فی اللغۃ الاعلام، فالأذان إعلام بحضور الوقت، والإقامۃ أذان بفعل الصلاۃ (معالم السنن وشرح السنۃ للبغوی)

www.KitaboSunnat.com

''اذانین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔ دونوں کو 'اذانین' اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر محمول کردیا گیا ہے جس طرح کھجور اور پانی دونوں پر 'اسودین' کا لفظ بول دیا جاتا ہے حالانکہ اسود (سیاہ) ان میں سے صرف ایک ہے۔ اسی طرح سیرتِ عمرین سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سیرت مراد ہوتی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اذان اور اقامت دونوں کے لئے حقیقی طور پر یہ لفظ 'اذانین' بولا گیا ہو کیونکہ اذن کا لغوی معنی اطلاع دینا ہے۔ لہٰذا اذان (نماز کا) وقت ہوجانے کی اطلاع ہے اور اقامت نماز (کھڑی ہونے) کے وقت کی اطلاع ہے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں: "المراد بالأذانين: الأذان والإقامة" (شرح مسلم:۱/۲۷۸)

''اذانین سے مراد اذان اور اقامت ہے۔''

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں:

أی أذان و إقامة وتوارد الشراح على أن هذا من باب التغليب كقولهم القمرين للشمس والقمرويحتمل أن يكون أطلق على الإقامة أذان لأنها إعلام بحضور فعل الصلاة، كما أن الأذان إعلام بدخول الوقت (فتح الباری:۲/۱۰۷)

''جس طرح چاند سورج دونوں کے لئے قمرین (دو چاند) غالبًا کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اذان و اقامت کے لئے بھی اذانین (دو اذانیں) استعمال ہوگیا ہے اور اقامت پر اذان کا اطلاق اس طرح درست ہے کہ وہ عمل نماز کے شروع ہونے کی اطلاع ہوتی ہے، جس طرح اذان، نماز کے وقت کے داخل ہوجانے کی اطلاع ہوتی ہے۔''

سنن نسائی پر عربی حاشیہ علامہ شیخ عطاء اللہ بھوجیانیؒ نے تحریر فرمایا ہے، جس میں انہوں نے بھی مختلف فیہ حدیث ابی محذورہؓ میں اذانِ اول سے مراد فجر کے داخل ہوجانے پر صبح کی جو اذان دی جاتی ہے، وہی مراد لی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

مزید تفصیل کے لئے علامہ شیخ عبدالعزیز نورستانی کی کتاب الإعلان مطالعہ فرمائیں۔

(۲) الجواب بعون الوہاب — از حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ

اصل بات یہ ہے کہ صبح کی ایک اذان دینے کی صورت میں کلمہ الصلاة خير من النوم اسی اذان میں کہنے کے بارے میں ہی وارد ہوا ہے، مطلق احادیث میں اسی بات کا بیان ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اختلاف اس صورت میں ہے کہ صبح کی دو اذانوں کی صورت میں یہ کلمہ کون سی اذان میں کہا جائے؟ صحیفہ اہلحدیث کراچی کے مفتیانِ کرام نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں جتنے دلائل پیش کئے ہیں، وہ سب عمومی ہیں، ان سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ محل نزاع میں بطورِ نص روایت مطلوب ہے جو یہاں مفقود ہے۔ پھر ان حضراتِ اہل علم وفضل نے سارا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ پہلی اذان سحری کی اذان ہے۔ حالانکہ کسی روایت میں سحری کی اذان کے سرے سے الفاظ ہی نہیں۔[۳] امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بلالی اذان پر بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: باب الأذان قبل الفجر یعنی فجر سے پہلے اذان کا کیا حکم ہے، مسنون ہے یا غیر مسنون؟ مشروعیت کی صورت میں یہ دوسری اذان سے کفایت کرسکتی ہے یا نہیں؟ (فتح الباری:۲/۱۰۴)

ائمہ کرام کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے کہ (وقتِ فجر سے قبل) پہلی اذان دوسری اذان کی جگہ کافی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اذان سحری یا تہجد کی ہے جس طرح کہ موصوفین کا زعم ہے تو پھر اس اختلاف کا کیا مطلب؟

دراصل اس اذان کا تعلق بھی من وجہ فجر سے ہے، اس لئے ائمہ میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ پھر ان حضرات کا یہ دعویٰ کہ صبح صادق کی اذان زیادہ تر حضرت بلالؓ ہی دیا کرتے تھے۔ بلا دلیل اور نصوصِ صحیحہ کے خلاف ہے۔ مفتی صحیفہ نے حافظ ابن حجر کی متعارض روایات میں بعض احتمالی توجیہات کا سہارا لے کر یہ نتیجہ اَخذ کیا گیا ہے اور حافظ موصوف کی فیصلہ کن بات جو ان کے مخالف تھی، اس کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: ثم في اٰخر الأمر أخر ابن أمّ مکتوم

---

(۳) 'سحری کی اذان' کے عوامی الفاظ برصغیر پاک وہند کے عوام میں مشہور ہو گئے ہیں جو غلط فہمی کا باعث بن رہے ہیں ورنہ شرع میں سحری کھانے کے لیے مسنون کلماتِ اذان کا استعمال نہ کہیں احادیث میں آیا ہے اور نہ ہی یہ معقول امر ہے کیونکہ اگر بارش کی وجہ سے نماز باجماعت مشکل ہو رہی ہو تو کلماتِ اذان میں بھی تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: اَلَا صَلُّوْا فِيْ الرِّحَالِ یعنی نماز باجماعت کے لیے آنے کی بجائے اپنے ڈیروں پر ہی نماز ادا کر لی جائے۔ مراد یہ ہے کہ شریعت مقاصد کے مطابق ہی بلاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ مقصد تو سحری کھلانا ہو لیکن دہائی حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ (نماز کی طرف آؤ) کی جائے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ماہنامہ محدث، لاہور مجریہ نومبر ۱۹۷۱ء / رمضان ۱۳۹۱ھ، جلد ۱/ عدد ۱۲) (محدث)

www.KitaboSunnat.com

لضعفه ووكل به من يراعى الفجر واستقر اذان بلال بليل (فتح الباری ۱۰۳/۲:)

''پھر آخری امر میں رسول اللہ ﷺ نے ابن امّ مکتوم کی اذان کو ان کے ضعف کی وجہ سے مؤخر کردیا اور ان کے ساتھ نگہبان مقرر کردیا جو ان کو طلوعِ فجر سے آگاہ کرے اور بلالؓ کی اذان مستقل طور پر رات کو مقرر ہوگئی۔''

عون المعبود (۲۱۰/۱) میں ہے:

فإن الثابت عن بلال أنه كان فى اٰخر أيام رسول الله ﷺ يؤذن بليل ثم يؤذن بعده ابن أمّ مكتوم مع الفجر

یعنی ''حضرت بلالؓ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی زندگی کے اخیر میں وہ رات کو اذان دے دیتے تھے پھر ان کے بعد ابن امّ مکتوم فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔''

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

وثبت عنه ﷺ أنه قال إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم

''بلال رات کو اذان دیتا ہے پس تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن اُمّ مکتوم اذان دے۔''

واضح ہو کہ شرع میں کھانے پینے کے لئے کسی اذان کا کوئی وجود نہیں، بلالی اذان میں کھانے پینے کا لفظ محض اشتباہ دور کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ یہ اذان کھانے پینے سے روکنے والی نہیں بلکہ وہ ابن امّ مکتوم کی اذان ہے۔ اس پر بیہقی نے یوں باب قائم کیا ہے:

باب اذان الأعمى إذا اذن بصير قبله أو أخبره لوقت

محل بحث میں نصوصِ صریحہ واضحہ کو ترک کرکے عمومات سے استناد لینا ماہرین کے قواعد وضوابط کے خلاف ہے اور بلاوجہ تاویلات کا دروازہ کھولنا ایک غلط انداز ہے۔ ہاں البتہ اقتضائی صورت میں اس کا کوئی حرج نہیں کہ اذان کا اطلاق تکبیر پر ہو۔ تاہم مقامِ گفتگو میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ شرع میں فجر کی مستقلاً دو اذانیں ہیں جبکہ دوسری طرف متعدد روایات میں پہلی اذان کی تصریح بھی موجود ہے۔ چنانچہ سبل السلام (۴۶/۲) میں بحوالہ نسائی ہے: الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم في الاذان الأولى من الصبح اس سے مطلق روایات مقید ہوجاتی ہیں۔ ابن رسلان نے کہا کہ اس روایت کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

تثویب (الصلوۃ خیر من النوم) فجر کی پہلی اذان میں ہے کیونکہ یہ سونے والے کو بیدار کرنے کے لئے ہے۔ دوسری اذان نماز کے دخولِ وقت کا اعلان اور نماز کی طرف دعوت کے لئے ہے۔ اور نسائی کی سنن کبریٰ (اور صغریٰ) میں ابومحذورہ کا بیان ہے كنت أؤذن رسول اللهﷺ فكنت أقول فی اذان الفجر الاوّل حي على الصلاة حي على الفلاح ، الصلاة خيرمن النوم ، الصلاة خير من النوم۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس پر صحت کا حکم لگایا ہے اور صحیح ابی داؤد میں جملہ طرق اور شواہد کی بنا پر اس کو صحیح قرار دیا۔ ہے یہ کتاب چند ماہ قبل کویت سے پہلی مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ بلا تحقیق حدیثِ ہذا کو ضعیف قرار دینا درست نہیں۔

اس طرح سنن کبریٰ بیہقی میں ابومحذورہ کی حدیث میں ہے: أنه كان يثوب في الاذان الاول من الصبح بامرهﷺ ''ابومحذورہ صبح کی پہلی اذان میں نبیﷺ کے حکم سے الصلاة خير من النوم کہا کرتے تھے۔

مشکوٰۃ میں بحوالہ ابوداؤد الفاظ یوں ہیں: فإن كان صلاة الصبح قلت الصلاة خير من النوم۔ اگر صبح کی نماز ہو تو الصلاة خير من النوم کہا کرو۔ حواشی مشکوٰۃ میں اس پر علامہ البانی رقم طراز ہیں: وذلك فی الاذان الاول للصبح كما فی رواية أخرى لابي داود

''یہ کلمہ صبح کی پہلی اذان میں کہا جائے گا جس طرح کہ ابوادود کی دوسری روایت میں ہے۔'' (حدیث رقم ٦٤٣)

نیز حدیث ابومحذورہ میں ہے: إن النبیﷺعلمه فی الاذان الاول من الصبح الصلاة خير من النوم أخرجه الطحاوي ''نبیﷺ نے ابومحذورہ کو تعلیم دی کہ صبح کی پہلی اذان میں الصلاة خير من النوم کہا کرے''...... اور ابن عمر کی روایت میں ہے كان في الاذان الاوّل بعد الفلاح الصلاة خير من النوم (أخرجہ الطحاوی: ١/١٠١ والبیہقی ١/٤٢٢)

''پہلی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلاة خير من النوم کہا جاتا تھا۔''

مذکورہ جملہ دلائل میں اس امر کی تصریح ہے کہ الصلاة خيرمن النوم صبح کی پہلی اذان میں کہا جائے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ جہاں صبح کی پہلی اذان کا اہتمام نہ ہو، وہاں یہ کلمہ دوسری اذان

www.KitaboSunnat.com

میں کہا جائے، اس صورت میں عمومی احادیث پر عمل ہوگا اور یہ فعل 'احداث فی الاذان' کے زمرہ میں داخل نہیں ہوگا اور کلمہ الصلاۃ خیر من النوم بھی اس بات کا متقاضی ہے۔ دونوں اذانوں میں قدرِ مشترک چونکہ صبح کی نماز کے لئے بیدار کرنا ہے سو وہ حاصل ہے اور اس لئے بھی کہ اصل دوسری اذان ہے پہلی کا اضافہ مخصوص اغراض کے پیش نظر ہوا۔ اسی اصلی ترتیب کی بنا پر امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب الاذان بعد الفجر کا عنوان پہلے قائم کیا ہے۔ پھر باب الاذان قبل الفجر کی تبویب ذکر کی ہے۔

یہ اس طرح سمجھیں کہ مسافر پر جمعہ نہیں، اگر وہ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت ہے اور جمعہ فوت ہونے کی صورت میں ظہر بہرصورت پڑھنی پڑتی ہے، اس طرح کلمہ الصلاۃ خیر النوم پہلی اذان کے عدم کی صورت میں دوسری اذان کی طرف منتقل ہو جائے گا......تاہم جن اصحابِ علم کا نکتہ نظر یہ ہے کہ یہ حکم پہلی اذان کے ساتھ ہی مخصوص ہے خواہ فجر کی ایک اذان ہی کہی جائے۔ مذکورہ علل اور وجوہات کی بنا پر میرے نزدیک یہ مسلک مرجوح ہے۔

آخر میں محترم ڈاکٹر صاحب کو میرا مشورہ ہے جب کسی مسئلہ میں بحث کی صورت میں طوالت نظر آئے تو بذاتِ خود موضوع سے متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور اشکالات کی صورت میں پختہ کار علما سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

مجلس عمل کی قیادت نے صوبہ سرحد میں حکومت بنانے کے بعد مفتی غلام الرحمٰن صاحب کی سربراہی میں ۲۱ رکنی 'نفاذِ شریعت کونسل' تشکیل دی جس نے مختصر عرصے میں اپنی سفارشات حکومت سرحد کے حوالہ کردیں، جو کابینہ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش ہونے والی ہے۔ انہی سفارشات کو ماہنامہ العصر 'نفاذِ شریعت نمبر' کی صورت میں ۲۰۰ صفحات میں شائع کردیا ہے۔ قیمت ۷۵ روپے ماہنامہ العصر: پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ جی پی او پشاور صدر

خوشخبری: اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام ماہنامہ اسلامک فاؤنڈیشن کا باقاعدہ اجرا کردیا گیا ہے جس میں قرآن وسنت پر مضامین، شہدا کی یادیں، خواتین کے لئے معلومات اور دیگر معلومات شامل ہوں گی۔ باقاعدگی سے ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو اشاعت۔ ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ 'بلا قیمت'
حافظ ہشام الٰہی ظہیر: سیکرٹری جنرل فاؤنڈیشن، حسن پلازہ اردو بازار لاہور، فون: 7242850

ماہنامہ 'القاسم' نوشہرہ مولانا سید سلیمان ندویؒ پر ۵۰۰ صفحات میں عنقریب اشاعتِ خاص پیش کررہا ہے۔ قیمت ۱۳۰ روپے

www.KitaboSunnat.com